مطبوعات

قاعدۂ صحت از جناب حکیم محمد سعید صاحب ، شائع کردہ : ہمدرد فاؤنڈیشن، کراچی۔
قیمت : ۱۲/- روپے

حکیم محمد سعید صاحب کو اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کی صلاحیتیں دی ہیں، دوسری طرف ان کے دل میں جذبۂ اسلام، دردِ ملت، اصلاح معاشرہ اور محبت انسانیت کے رجحانات بہت واضح ہیں۔

حکیم صاحب نے قاعدۂ صحت کے نام سے بڑا خوشنما اور رنگین قاعدہ چھوٹے بچوں کے لیے مرتب کیا ہے۔ کتابت و طباعت نہایت خوبصورت ہے، صفحات رنگین تصاویر سے آراستہ ہیں، اور پورا قاعدہ آرٹ پیپر پر چھپا ہے۔ ان پہلوؤں سے شاید کوئی دوسرا قاعدہ مقابلہ نہ کر سکے۔ بچوں کے لیے ایک ایسا تحفہ ہے کہ دیکھتے ہی ان کے جی للچا جائیں۔ اس خوبصورت قاعدے پر یہ چند الفاظ ہر قسم کے ذاتی اختلافات سے بالاتر ہو کر لکھے جا رہے ہیں۔

پہلے رنگین تصویروں کے ساتھ حروف تہجی الگ الگ دیے گئے ہیں۔ پھر ایک صفحے پر سارے حروف کو ترتیب سے دیا گیا ہے۔ اور بعد کے صفحے پر ترتیب بدل کر۔ اسی طرح آگے قدم بہ قدم بچے کے سامنے پہلے دو حرفی الفاظ اور پھر تین، چار اور پانچ حروف والے الفاظ رکھے گئے ہیں۔ ۱۷ ویں سبق میں دو لفظی جملے آتے ہیں۔ پھر زیادہ الفاظ کے جملوں پر مشتمل اسباق ہیں۔ یہ تدریج تدریسی لحاظ سے نہایت اہم ہے۔

حکیم صاحب کے تیار کردہ اتنے خوشنما قاعدے کے متعلق قلمِ تنقید کو حرکت دینا بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے، مگر ان کی فرمائش کی تعمیل ضروری ہے۔

قاعدۂ صحت کی خوبیوں کی قدر کرتے ہوئے چند تنقیدی اشارات بطور خیر خواہانہ مشورے

کے پیش کرتا ہوں۔

یوں تو یہ بات کمال کی ہے کہ اس قاعدے میں حروفِ تہجی سکھانے کے لیے جن چیزوں کی تصاویر دی گئی ہیں اور آگے جو الفاظ اور جملے آتے ہیں، ان کا تعلق کسی نہ کسی طرح مسئلہ صحت سے ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا التزام کوئی سائنس دان یا جغرافیہ دان بھی کر دکھائے، مگر تعلیمی نظریات کے تحت یہ مفید نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بچے کا ابتدائی ذخیرۂ الفاظ و معلومات ایک خاص دائرے میں محدود ہو جاتا ہے۔ اور زندگی کے مجموعی ماحول کے لحاظ سے جو الفاظ اسے سیکھنے چاہئیں اور جو کسی نہ کسی شکل میں بالعموم پہلے سے اس کے ذہن میں موجود ہوتے ہیں اُن سے وہ تعلیمی دائرے میں بے تعلق رہتا ہے۔

نظریاتی پہلو سے قاعدہ یا نصابی کتب لکھنے والوں کو یہ مدنظر رکھنا ہوتا ہے کہ وہ تعلیم کے ذریعے کس قسم کا انسان بنانا چاہتے ہیں۔ اگر مطلوب صرف اتنا ہو کہ بچے صحت کا خیال رکھیں اور بڑے ہوں تو توانا ہوں اور بیماریوں سے بچے رہیں تو یہ قاعدہ برحق۔ لیکن اگر اصل مقصدِ تعلیم یہ ہو کہ ہمیں پاکستان کی ریاست کے لیے خدا پرست اور روشن کردار افراد کی ضرورت ہے تو پھر اس کا اہتمام قاعدے کی منزل ہی سے شروع کرنا ہوگا۔ اس پہلو سے پورے قاعدے میں ایک لفظِ قرآن سامنے آتا ہے۔ حالانکہ ابتدائی الفاظ میں لفظ رب آنا چاہیے تھا اور فقرے ایسے ہونے چاہئیں کہ "رب سب کا رب ہے"، "خدا ایک ہے"۔ "نبی یا رسولؐ نے نیکی سکھائی"۔ یا "اسلام ایک نظام ہے"۔ وغیرہ۔ مگر قاعدے میں "م" سے "مسجد" تک کا لفظ نہیں ملتا۔ حالانکہ شہری اور دیہاتی سارے بچے آس پاس مسجدیں دیکھتے ہیں اور اس لفظ کو جانتے ہیں۔ اسی طرح اپنی چند تہذیبی علامات کے علاوہ ہمیں انسانی تعلقات کے ضمن میں آداب سکھانے چاہئیں۔ مثلاً "ماں باپ کا ادب کرو"۔ "اسلم نے استاد کو سلام کیا" وغیرہ۔ مدعا یہ نہیں کہ پورا قاعدہ ایک ہی طرح کی باتوں سے بھر دیا جائے بلکہ قاعدے کی ترتیب میں اولاً نظریہ و تہذیب کو، پھر ہر روز اثر انداز ہونے والے قدرتی مناظر کو، روزمرہ کے احوال اور گفتگوؤں اور دلچسپی کے جانوروں اور اشیاء کو اور انسانی رابطوں کو ضرور تھوڑا تھوڑا شامل کرنا چاہیے، کیونکہ قاعدہ دراصل بعد میں الگ الگ ہو جانے والے نصابی مضامین کا مشترک اساس ہوتا ہے اور ہر مضمون

کا رشتہ اس سے جڑنا چاہیے۔ قاعدے میں ایک جز وصحت سے متعلق بھی ہونا چاہیے، مگر بس جزو، کل نہیں!

متذکرہ اُصولی گفتگو کے بعد اب چند چھوٹی چھوٹی چیزیں!

"ٹ — ٹیپ" کے سامنے جو تصویر دی گئی ہے، وہ پوری ٹانگ[1] کو سامنے لاتی ہے، آگے ذمہ داری معلم پر جا پڑی کہ وہ ٹیپ کو الگ نشان زد کرے۔ "خ کے سامنے خُردبین" کا لفظ کم عمر بچے کی ذہنی استعداد کے لیے بوجھل ہے۔ "د سے دِل" میں بھی ذرا سی اُلجھن ہے۔ اسی طرح "ذ سے ذرہ" لکھا گیا ہے، جسے تصویر از خود واضح نہیں کرسکتی۔ "ژ سے ژالہ" میں اگر زمین پر گرے ہوئے سفید اولے بھی دکھائے جاتے تو بچوں کو آسانی ہوتی۔ "ص سے صحت" ایک ایسا لفظ ہے جو محض تصویر سے اخذ نہیں کیا جاسکتا۔ "ی سے یخنی" میں بھی تصویر از خود واضح نہیں کرسکتی کہ پیالے میں کیا ہے بلکہ اوّلین توجہ تو پیالے ہی پر جاتی ہے۔ علاوہ ازیں کراچی یا بڑے شہروں کے خوشحال گھرانوں کے طلبہ کے سوا کم ہی امکان ہے کہ ملک کے عام غریب بچے یخنی کا صحیح تصور اخذ کرسکیں۔ مجموعی طور پر قاعدے کا ذخیرۂ الفاظ ملک کے مختلف علاقوں کے بچوں کے لیے بھاری ہے۔

گذارشات کا مقصد یہ ہے کہ حکیم صاحب قاعدے کے دوسرے ایڈیشن کو بہتر بنادیں۔

---

[1] اور ٹانگ بھی بدقسمتی سے آدھی رانوں تک ننگی ہے جو ہمارے اساسی تصورات لباس کے لحاظ سے درست نہیں۔ ابتدائی قاعدے کی ان تصویروں کا نقش عمر بھر رہتا ہے۔